بسم اللہ الرحمن الرحیم

ششماہی علوم القرآن، علی گڑھ، ۲۶/۱، جنوری - جون ۲۰۱۱ء

ادار یہ

قرآن کا تصورِ مسابقت

ظفر الاسلام اصلاحی

زندگی حرکت کا نام ہے، حیات انسانی تگ و دو سے عبارت ہے، ہر انسان نے بھاگ دوڑ کے لیے اپنا ایک میدان مقرر کر رکھا ہے اور اپنی صلاحیت و استعداد کو اس میں صرف کرتا ہے۔ اپنا تن من دھن اس کے لیے قربان کرتا ہے۔ وہ اس میدان کو سر کرنے کے لیے اپنے سکون و آرام کی بھی پروا نہیں کرتا۔ کوئی تعلیم میں محو ہے، کوئی تجارت میں سرگرم ہے کوئی زراعت میں جی جان لگائے ہوئے ہے۔ کوئی صنعت و حرفت کے میدان میں قدم بڑھا رہا ہے اور کوئی ملازمت میں ترقی کے لیے کوشاں ہے۔ غرض کہ ہر شخص نے ایک ٹارگٹ متعین کر لیا ہے جس کے حصول کے لیے وہ سرگرم ہے، ہر شخص نے ایک منزل مقرر کر رکھی ہے جس کی طرف وہ رواں دواں ہے۔ یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ یہ کمپٹیشن کا زمانہ ہے، آج کل مقابلہ آرائی کا دور ہے جو شخص اس مقابلہ میں آگے نکل گیا وہی کامیابی کی منزل تک پہنچنے والا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان سعیکم لشتّٰی (اللیل/۴) (بے شک تم سب کی کوشش الگ الگ ہے) یہ تگ و دو اور بھاگ دوڑ جسے انسان اپنی سمجھ کے مطابق اپنے اور دوسروں کے فائدہ کے لیے کرتا ہے کوئی معیوب بات نہیں ہے بلکہ یہ لائق ستائش اور قابل تحسین ہے بشرطیکہ انسانی سرگرمیاں جائز حدود کے اندر جاری رہتی ہیں۔ قرآن نے خود عمل پر ابھارا ہے، کوشش کی ترغیب دی ہے اور حرکت کی تشویق پیدا کی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى. وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَى (النجم/٣٩)

اور بے شک انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کی ہوگی اور بلاشبہ اس کی کوشش عنقریب دکھائی جائے گی۔

یعنی جس میدان میں اس نے بھاگ دوڑ لگائی ہوگی، جس کام کے لیے اس نے جی جان کھپایا ہوگا۔ اس کا پھل اس کو ملے گا۔ اللہ کا یہ بھی فرمان ہے کہ کسی عمل کرنے والے انسان کا عمل رائگاں نہیں ہوگا خواہ وہ مرد ہو یا عوت۔ یعنی ہر عمل کرنے والے کو اس کا بدلہ مل کر رہے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

أَنِّي لاَ أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى۔ (آل عمران/١٩٥)

میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضایع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کی نگاہ میں کس میدان میں تگ و دو مطلوب ہے وہ انسان سے کس طرح کے عمل کا خواہاں ہے۔ وہ انسان سے کس نوعیت کی کوشش کا طلب گار ہے۔ قرآن سے اس کا جواب یہی ملے گا کہ وہ نیکی کی راہ میں بھاگ دوڑ چاہتا ہے۔ اسے نیک عمل مطلوب ہے وہ چاہتا ہے کہ انسان نیکی کمانے کے لیے سرگرداں رہے۔ قرآن کا تصور مسابقت بالکل ایک الگ حیثیت رکھتا ہے۔ اسے مسابقت بالخیر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن چاہتا ہے کہ لوگ خیر کمانے اور نیکی جمع کرنے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں، لوگ مقابلہ کا رویہ ضرور اختیار کریں، لیکن نیکی کے کاموں کو سرانجام دینے اور بھلائی پھیلانے کے لیے۔ اس حقیقت کو مثالوں سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ تمام نیک اعمال میں نماز کی افضلیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر خیر کی بات اور کیا ہو سکتی ہے اور تمام نمازوں میں جو فضیلت نماز جمعہ کو حاصل ہے وہ بھی محتاج بیان نہیں۔ اس کی طرف توجہ دلانے کے لیے یہ حکم ہوا کہ اذان ہوتے ہی اللہ کی یاد یا خیر کی طلب کے لیے مستعد ہو جاؤ اور تیزی سے آگے بڑھو۔ اب اذان ہونے کے بعد خیر کسی کام میں نہیں ہے سوائے نماز کے لیے کوشش و تگ و دو میں۔ ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِذَا نُودِيُ لِلصَّلوٰةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (الجمعۃ/۹)

اے ایمان والوں جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد کے لیے مستعدی سے چل پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم جان لو۔

ایک دوسری آیت میں مزید واضح انداز میں قرآن کریم کے منتخبہ میدان عمل یا تگ و دو کی سمت کو بیان کیا گیا ہے اور وہ ہے اخروی زندگی کی تعمیر کے لیے سرگرمی دکھانا یعنی نیکی کی کمائی کے لیے بھاگ دوڑ کرنا، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَمَنْ أَرَادَ الآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُوراً۔ (بنی اسرائیل/۱۹)

اور جو آخرت کا طالب بنتا ہے اور اس کے شایان شان کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن ہے تو درحقیقت یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں مقبول ہوں گی۔

ایک دوسری آیت میں نیک عمل کی ترغیب دیتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ نیکی کی راہ کی کوشش کبھی رائگاں نہیں جاتی بلکہ اس کا صلہ مل کر رہتا ہے یا رہے گا۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ۔ (الانبیاء/۹۴)

تو جو نیک عمل کرے گا اس حال میں کہ وہ مومن ہو اس کی کوشش رائگاں جانے والی نہیں ہے اور ہم اس کو اس کے لیے لکھ رکھنے والے ہیں۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں جنت اور اس کی نعمتوں کے ذکر کے بعد یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ اہل ایمان کو میسر ہوں گی نیکی کی راہ میں سرگرداں رہنے اور نیکی کی طلب میں آگے بڑھنے کے صلہ میں۔ ایک جگہ جنت کی نعمتوں کے ذکر کے بعد اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ هَـٰذَا كَـانَ لَـكُـمْ جَـزَاءً وَكَـانَ سَعْيُكُم مَّشْكُوراً۔ (الدھر/۲۲)	بے شک یہ تمھارے اعمال کا صلہ ہے اور تمھاری کوشش مقبول ہوئی۔

نیکی کمانے کے لیے انسانی کوشش اور بھاگ دوڑ کی قدر و قیمت اس وقت اور واضح ہوجاتی ہے جب قرآن کا یہ بیان ہمارے سامنے آتا ہے کہ قیامت کے دن کتنے چہرے تروتازہ ہوں گے وہ اپنی کوشش کی کامیابی پر مسرور و مطمئن ہوں گے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وُجُـوهٌ يَـوْمَـئِذٍ نَّـاعِـمَةٌ. لِسَـعْيِهَـا رَاضِيَةٌ۔ (الغاشیہ/۸-۹)	کتنے چہرے اس دن شگفتہ ہوں گے اپنی کوشش پر شادو مطمئن۔

یعنی دنیا میں انھوں نے اپنے آپ کو خیر کے کاموں میں مصروف رکھا اور اسی تگ و دو میں وہ لگے رہے تو روز حساب جب انھیں بامراد ہونے کی خوش خبری ملے گی اور جنت کی نعمتیں نصیب ہوں گی تو وہ نہایت خوش وخرم ہوں گے اور اپنی کوشش کے نتیجہ خیز ہونے پر انتہائی اطمینان محسوس کریں گے۔

دوسری جانب قرآن انسان کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ لوگ انتہائی خسارہ میں ہوں گے جن کی تگ و دو صرف اس فانی دنیا تک محدود رہتی ہے، جنھوں نے اپنی ساری صلاحیت و استعداد محض دنیوی زندگی کی تعمیر وترقی میں صرف کیا اور اس میدان میں مقابلہ آرائی کا ماحول قایم رکھا اور آخرت کے لیے کچھ بھی نہیں کمایا اور وہ اس خام خیالی میں مبتلا رہے کہ وہ اپنے لیے بہتر کررہے ہیں۔ قرآن نے ایسے لوگوں کے حالات ان الفاظ میں بیان فرمائے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالاً. الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُـمْ يَـحْسَبُـونَ أَنَّهُـمْ يُحْسِنُـونَ صُنْعاً۔ (الکہف/۱۰۳-۱۰۴)	کیا ہم تمھیں بتادیں کہ اپنے اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہے وہ لوگ جن کی تمام کوشش اس دنیا کی زندگی کے پیچھے اکارت گئی اور وہ گمان کرتے رہے کہ وہ بہت اچھا کام کررہے ہیں۔

قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت برپا ہی اسی لیے ہوگی کہ لوگوں کو ان کی کوششوں کا ثمرہ ملے۔ دنیا میں رہتے ہوئے وہ جس سمت میں بھاگ دوڑ کرتے رہے ہیں اس کا نتیجہ ان کے سامنے آجائے اور جو عمل بھی وہ انجام دیتے رہے ہیں اس کا بدلہ انھیں مل جائے۔ ارشاد باری ہے:

إِنَّ السَّاعَةَ ءَاتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ (طٰہٰ/۱۵)	بے شک قیامت آکر رہے گی میں اس (کے علم) کو چھپائے رکھوں گا تا کہ ہر جان کو اس کی کوشش کا بدلہ مل جائے۔

یہ آیت دعوت عمل دے رہی ہے اور اسی کے ساتھ متنبہ کر رہی ہے کہ ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق بدلہ ملے گا، یعنی اگر اس کی کوشش صحیح سمت میں جاری رہے گی، اس کا عمل نیک ہوگا تو وہ کامیاب و بامراد ہوگا اور اگر دنیا میں اس کی بھاگ دوڑ اس کے برخلاف ہوگی تو وہ اس کے انجامِ بد سے بچ نہیں سکتا۔

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اہل ایمان کو مسابقت بالخیر کی دعوت دی گئی ہے اور نیکی کمانے کی راہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی تلقین کی گئی ہے اور مومنین کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے کہ وہ نیک عمل کے اکتساب اور خیر کی طلب میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ نیکی جمع کرنے میں ایک دوسرے سے آگے نکل جائیں۔ درحقیقت قرآن اہل ایمان کے دل میں یہ بات جاگزیں کرنا چاہتا ہے کہ ان کے لیے کوشش اور دوڑ بھاگ کا اصل میدان نیکی کمانا اور نیکیوں کے خزانہ میں اضافہ کرنا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ۔ (البقرہ/۱۴۸)	ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے وہ اسی کی طرف رخ کرنے والا ہے تو تم نیکیوں کی راہ میں سبقت کرو۔

جنت کے حصول کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سَارِعُواْ إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ۔ (آل عمران/۱۳۳)

اپنے رب کی مغفرت اوراس جنت کے لیے آگے بڑھو جس کی وسعت آسمانوں و زمین کی طرح ہے۔ یہ پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

اللہ کی مغفرت کی طلب بجائے خود ایک نیکی ہے۔ اچھے اعمال انجام دینا اور برائیوں سے اپنے آپ کو بچانا خطاؤں کی معافی اور مغفرت کا وسیلہ بنتا ہے۔ ایمان اور اعمال صالحہ ہی ہیں جن پر اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور ہر مومن کا اس پر ایمان ویقین ہے کہ اللہ کا وعدہ پورا ہوکر رہے گا۔ درحقیقت نیکی کی راہ میں بھاگ دوڑ مومن کے امتیازات میں سے ہے۔ ارشادربانی ہے:

أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِيْ الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ۔ (المومنون/۶۱)

یہی لوگ نیکیوں کی طرف دوڑنے والے اوراسے پالینے والے ہیں۔

اس آیت سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ اہلِ ایمان کا یہ امتیاز ہے کہ نیکی کمانے کی راہ میں بڑی تیزی سے رواں دواں رہتے ہیں اور اسی کو مسابقت کا اصل میدان سمجھتے ہوئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کرتے ہیں، اس لیے کہ انھیں اس بات کا پختہ یقین ہے کہ یہی نیکی اخروی زندگی میں کام آنے والی ہے اور اسی کے خزانہ پر ہمیشہ کی زندگی کی کامیابی اور خوش گواری منحصر ہے۔ قرآن کی رو سے ایک مومن کے لیے اصلاً یہی کامیابی مطلوب ہے اس لیے کہ پہلی زندگی سے یہ زندگی بدرجہا بہتر ہے اور ہمیشہ ہمیش باقی رہنے والی ہے۔ یہ آیت اسی حقیقت کی ترجمان ہے:

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا. وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى۔ (الاعلیٰ/۱۷)

مگرتم لوگ آخرت کی زندگی کوترجیح دیتے ہو حالاں کہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

اس آیت سے یہ سبق ملتا ہے کہ درحقیقت اخروی زندگی ہی اس بات کی مستحق ہے کہ اس کو بنانے سنوارنے پر ذہن کو مرتکز کیا جائے اور اس راہ میں عملی کوششوں کو اور

آگے بڑھایا جائے۔ اس اہم و بنیادی کام کا سب سے بڑا بلکہ واحد ذریعہ یہی ہے کہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا جائے، نیکیاں کمائی جائیں اور نیکیوں کا خزانہ جمع کیا جائے۔

قرآن کریم میں نیکی کی راہ میں سرگرم رہنے اور اس باب میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی تگ و دو کرنے پر اس انداز میں بھی ابھارا گیا ہے کہ یہ ایک ایسی تجارت ہے جس میں خسارہ کا کوئی سوال ہی نہیں، بلکہ اس میں سراسر نفع ہے۔ سورہ فاطر (آیت نمبر ۲۹) میں ان مومنین کے ذکر میں جو قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، نماز کا اہتمام کرتے ہیں اور اللہ کے عطا کردہ مال میں سے اس کے بندوں کے حقوق ادا کرتے ہیں یہ فرمانِ الٰہی ہے کہ وہ ایسی تجارت میں اپنے آپ کو لگائے ہوئے ہیں جو بڑی نفع بخش ہے اور جس میں نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں۔ ہر نیکی کے اجر میں دس گنا کا اضافہ یہ تو عام ضابطہ ہے۔ اس کے علاوہ اللہ رب العزت مومن کے اعمالِ صالحہ کے اجر میں جتنا چاہے اضافہ کردے اس کے فضل و کرم کی کوئی انتہا نہیں، اس کے انعامات کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں۔ وہ قادرِ مطلق اور مختارِ کل ہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے:

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۔ (النساء/۱۷۳)	پس جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے تو وہ ان کو پورا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے ان کو مزید بخشے گا۔

دوسرے قرآن کریم میں اس طور پر بھی نیکی کمانے کی ترغیب دی گئی ہے کہ اس تجارت میں مصروف رہنے کا سب سے قیمتی و نفع بخش پہلو یہ ہے کہ یہ کامیابی کی ضمانت دیتا ہے بالخصوص اخروی کامیابی کی جو ہر مومن کی سب سے بڑی تمنا ہوتی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔ (الحج/۷۷)	اے ایمان والو رکوع و سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرتے رہو اور نیکی کے کام کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

تیسرے قرآن میں اس پہلو سے بھی نیک عمل پر ابھارا گیا ہے کہ انسان یقین رکھے کہ وہ جو کچھ نیک عمل کرتا ہے وہ سب اللہ کے علم میں ہے۔ روزِ حساب اس کے عمل کا

ریکارڈ اس کے سامنے آجائے گا اور اس سے اہم بات یہ کہ وہ انجام اور اجر کے اعتبار سے اس عمل کو بڑا اور بہتر پائے گا۔ ان آیات سے یہی حقائق واضح ہوتے ہیں:

وَمَا تَفْعَلُواْ مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّهَ بِهِ عَلِيمٌ۔ (البقرہ/۲۱۵) — جو نیکی بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَراً۔ (آل عمران/۳۰) — [اور یاد کرو اس دن کو] جس دن ہر انسان اپنی کمائی ہوئی نیکی کو اپنے سامنے موجود پائے گا۔

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْراً وَأَعْظَمَ أَجْراً۔ (المزمل/۲۰) — اور جو کچھ نیکی بھی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے تو اس کو اللہ کے یہاں موجود پاؤ گے۔ وہی زیادہ بہتر ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہے۔

آخر میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہر میدان میں مومن کے لیے اکتسابِ خیر کی راہ کھلی ہوئی ہے۔ وہ جس مصروفیت (تعلیم، ملازمت، تجارت، زراعت، صنعت وحرفت) سے بھی منسلک ہوں اس میں خیر کمانے کے مواقع میسر ہیں۔ دیانت داری، ایمان داری، راست بازی واحساس ذمہ داری وہ اوصاف حسنہ ہیں جو ہر مصروفیت یا کام کو خیر کا ذریعہ بنا دیتے ہیں دراصل مومن کے لیے ہر میدان میں مسابقت بالخیر کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اول تو اسلام میں دین ودنیا کی کوئی تفریق نہیں لیکن جو امور بظاہر دنیوی سمجھے جاتے ہیں وہ بھی مومن کے لیے باعث خیر بن جاتے ہیں بشرطیکہ ان کو انجام دیتے ہوئے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نہ صرف یاد رکھیں بلکہ ان کی ادائیگی کے لیے سرگرم بھی رہیں۔ دنیوی امور کو انجام دیتے ہوئے بھی مومن نیکی کما سکتا ہے اور نیکی کمانے کی راہ میں وہ دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرسکتا ہے اس کا ہر عمل کار خیر بن جاتا ہے بس شرط یہ ہے کہ نیت درست ہو، اخلاص کی کارفرمائی ہو اور اللہ کی رضا مقصود ہو۔

مختصر یہ کہ زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں اور دنیوی معاملات کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس میں مومن کے لیے مسابقت بالخیر کی گنجائش نہ ہو اور نیکی کا خزانہ بڑھانے کا موقع و محل نہ پایا جاتا ہو، بلاشبہ نماز و روزہ، زکوٰۃ و حج اور دوسرے مذہبی امور نیکی جمع کرنے کے سب سے اہم ذرائع ہیں لیکن مومن کے لیے مسابقت بالخیرات کا میدان بہت وسیع ہے اس کا ایک اہم حصہ اخلاق حسنہ ہے جن پر قرآن و حدیث میں بہت زور دیا گیا ہے۔ اس کا مظاہرہ صرف اپنوں تک محدود نہیں بلکہ قرآن کسی امتیاز کے بغیر سب کے ساتھ انھیں برتنے کی تاکید کرتا ہے تیسرا مسئلہ معاملات کا ہے جو بڑا نازک اور اہم مسئلہ ہے۔ اس کا تعلق لین دین، خرید و فروخت، قرض، امانت، عاریت اور وعدہ وعہد سے ہے۔ ان میں بڑے آزمائشی مراحل آتے ہیں اور دیانت داری، راست بازی اور ایفائے عہد کا بڑا سخت امتحان ہوتا ہے۔ جو شخص اس میں کامیاب ہوتا ہے وہ خیر کا بہت بڑا خزانہ پاتا ہے۔ اس میدان میں بھی مسابقت بالخیر کی بڑی گنجائش ہے اور خیر کی طلب میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوسکتا ہے اور ہونا چاہیے، قرآن کریم میں معاملات میں صفائی و دیانت داری امانت کی ادائیگی، ہر معاملہ میں سچ بات کہنے، وعدہ پورا کرنے اور عہد کا پاس ولحاظ رکھنے کی سخت تاکید ملتی ہے اور اہل ایمان کو مختلف انداز میں ان اوصاف کو بیدار کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنی ہدایات و احکام پر کاربند رہنے اور خیر کی طلب میں آگے بڑھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

☆☆☆